بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

پنجاب اور لکھنؤ کی طرح یوپی میں بھی ایک مدت سے عربی اور فارسی کے سرکاری امتحانات کا نظام ایک بورڈ کے ماتحت قائم ہے. پنجاب یونیورسٹی کی طرح اگرچہ حکومت کا اپنا کوئی مستقل اورینٹل کالج نہیں ہے لیکن صوبہ کی ۵۹ عربی فارسی درسگاہیں ہیں جن کو حکومت کی طرف سے ان امتحانات کے سلسلہ میں کم ازکم پچاس اور زیادہ سے زیادہ پانچسو روپیہ ماہانہ کی امداد ملتی ہے اور اس طرح حکومتِ یوپی ۵۶ ہزار روپیہ سالانہ خرچ کرتی ہے. پہلے ان امتحانات کے رجسٹرار مولوی ضیاء الدین صاحب ندوی ایم. اے تھے. اب معلوم نہیں اس جگہ پر کون صاحب کام کر رہے ہیں. بہرحال اس میں شبہ نہیں کہ ان امتحانات کی وجہ سے عربی اور فارسی کے طلباء کو جہاں یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ ان زبانوں میں سرکاری طور پر مستند ہو جاتے ہیں. ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ انگریزی زبان کے سرکاری امتحانات محض زبان میں پاس کر سکتے ہیں اس طرح ان کا خرچ بھی کم ہوتا ہے اور عربی و فارسی کے ساتھ ساتھ وہ انگریزی سے بھی ناآشنا نہیں رہتے۔

لیکن اس نظام کے جو نتائج اب تک سامنے آئے ہیں اُن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نظام سے دینی مقاصد تو کیا حاصل ہوتے. علمی اعتبار سے بھی وہ فوائد حاصل نہیں ہوتے جن کی ایک ایسے بڑے نظام سے بجا طور پر توقع کی جا سکتی تھی عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ طلباء یہ امتحانات صرف اس لئے پاس کرتے ہیں کہ اُن کو اسکولوں میں مدرسی کی جگہ ملجائے. یا وہ ان کے بعد ایف اے اور بی. اے کر سکیں ان دونوں صورتوں میں یہ لوگ "ہرچہ درکانِ نمک رفت ونمک شد" بن کر رہ جاتے ہیں اور پھر انھیں نہ علمی کارناموں سے دلچسپی باقی رہتی ہے اور نہ دینی حیثیت سے وہ کسی کے لئے نمونہ کا کام دے سکتے ہیں. پھر ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ چونکہ ان لوگوں کو نہ "پوری" عربی آتی ہے اور نہ "پوری" انگریزی،

اس لئے نہ انھیں قدیم تعلیم کے گروہ میں کوئی امتیاز حاصل ہوتا ہے اور نہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں اُن کی کوئی وقعت اور قدر و قیمت ہوتی ہے۔

اِس بنا پر ضرورت تھی کہ اس نظام کو بہتر۔ موثر اور مفید تر بنانے کے لئے اس پر نظر ثانی کی جائے اور اسے ایک ایسی بنیاد پر چلایا جائے جس سے علومِ مشرقیہ کی ہر دلعزیزی بڑھے اور ان کی تعلیم اور امتحانات سے جن قومی اور اجتماعی مقاصد کی تکمیل کی توقع ہوسکتی ہے وہ بڑی حد تک پوری ہو۔ خوشی کی بات ہے کہ پچھلے دنوں اسی ضرورت کے پیشِ نظر یوپی کی حکومت نے مولانا ابوالکلام آزاد کی صدارت میں ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو ہمارے رفیقِ ادارہ مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی کے علاوہ مولانا سید سلیمان ندوی اور ڈاکٹر زبید احمد الہ آباد یونیورسٹی مولانا محمد میاں فاروقی اور چند اور حضرات پر مشتمل ہے یہ کمیٹی عربی کے نصابِ تعلیم، توسیعِ نظام اور مدتِ تعلیم وغیرہ کے سلسلہ میں اپنی سفارشیں پیش کرے گی اور امید ہے کہ حکومت ان پر عمل بھی کریگی

اگرچہ ہم بنیادی طور پر اس بات کے حامی ہیں کہ مسلمانوں کی قومی تعلیم اور خصوصاً عربی اور اس کے متعلقات کی تعلیم کو حکومت کے اثر سے بالکل آزاد ہونا چاہئے لیکن آج کل جبکہ ہمارے علمائے مدارس غفلت کی چادر تانے بے حسی کی نیند سو رہے ہیں عربی نصابِ تعلیم کی اصلاح کی آواز جس کسی گوشہ سے بھی اٹھے اور اس راہ میں جدوجہد کی پکار خواہ کسی بھی جہت سے بلند ہو بہرحال لائقِ توجہ اور باعثِ مسرت ہے۔ کمیٹی جن حضرات پر مشتمل ہے اُن کی بصیرت، وسعتِ نظر۔ اور لیاقت و اصابتِ رائے پر اعتماد کرکے کہا جاسکتا ہے کہ وہ یوپی میں عربی تعلیم کے نظام کو کامیاب اور مفید تر بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔

اب سے پچیس سال پہلے جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد علیگڈھ میں حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے دردمند رفقار مولانا محمد علی مرحوم اور حکیم اجمل خاں مرحوم کی معیت میں رکھی تھی۔ گذشتہ ماہ میں اس درسگاہ کا جشنِ سیمیں بڑی آب و تاب سے جامعہ نگر او کھلے میں منایا گیا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب نے جوبلی کے خاص جلسہ میں اپنا خطبہ پڑھتے ہوئے بتایا کہ جامعہ والوں نے متانت اور سنجیدگی حکیم صاحب